

علامہ اقبال کی وصیت - جاوید کے نام

۱۹۳۵ء میں علامہ اقبال نے اپنی گرتی ہوئی صحت کے پیش نظر وصیت لکھنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے ایک دستاویز ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو تیار کی جو روزگار فقیر جلد دوم مرتبہ فقیر سید وحید الدین کے صفحات ۵۶-۵۹ پر درج ہے۔ اس کے چند روز بعد اقبال نے ایک اور تحریر تیار کی جس میں آپ نے خاص طور پر اپنے فرزند ارجمند جاوید اقبال کو وصیت کی ہے علامہ اقبال کی یہ نادر تحریر اقبالیات کے مشہور ماہر جناب محمد عبداللہ قریشی کا حصہ ہے۔

جاوید کو میری عام وصیت یہی ہے کہ وہ دنیا میں شرافت اور خاموشی کے ساتھ اپنی عمر بسر کرے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار تعلقات رکھے۔ میرے بڑے بھائی کی اولاد سب اس سے بڑی ہے۔ ان کا احترام کرے اور اگر ان کی طرف سے کبھی سختی بھی ہو تو برداشت کرے دیگر رشتہ داروں کو اگر اس سے مدد کی ضرورت ہو اور اس میں ان کی مدد کی توفیق ہو تو اس سے کبھی دریغ نہ کرے جو لوگ میرے احباب ہیں ان کا ہمیشہ احترام ملحوظ رکھے اور ان سے اپنے معاملات میں مشورہ لیا کرے۔

باقی دینی معاملے میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزئی مسائل کے سوا جو ارکان دین میں سے نہیں ہیں اسلئے صحابین کا پیرو ہوں اور یہی راہ بعد کامل تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اسی راہ پر گامزن رہے اور اس کے بدقسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے غنص کر لیے ہیں ان سے احتراز کرے۔

بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس واسطے مائل ہو جاتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے دنیوی فائدہ ہے۔ میرے خیال میں بڑا بد بخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کر دے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہیے اور آئندہ اہل بیت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہیے۔

محمد اقبال

۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء

ادراق گم گشتہ مرتبہ رحم بخش شاہین

مبہرہ لاہور ص ۸-۳۶۷

عجم ہنوز نذاہد رموز دیں ورنہ
ز دیو بند حسین احمد ایں چہ لب لہجی است
مزدور بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بے صلئے بر ماں خویش را کہ دیں ہمداد است
اگر ہر اور سیدی تمام بولہی است

WWW.NAFSEISLAM.COM

علامہ اقبال کے تاثرات

۱۹۳۴ء میں حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی علامہ اقبال سے ملاقات ہوئی۔ حضرت حجتہ الاسلام نے علامہ دیوبند کی گستاخانہ عبارات سنائیں، تو علامہ نے بے ساختہ مندرجہ بالا تبصرہ کیا۔ اس واقعہ کے راوی ہیں حضرت استاذ العلماء مفتی تقدس علی خاں مدظلہ العالی جو حضرت حجتہ الاسلام کے شاگرد، خلیفہ اور داماد ہیں اور طویل عرصہ تک دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے مہتمم رہے ہیں۔ ان دنوں آپ جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ (سندھ) کے شیخ الجامعہ ہیں، ذیل میں ان کا ایک مکتوب پیش کیا جا رہا ہے :

غالباً یہ سلسلہ ۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے جبکہ مسجد وزیر خاں میں آخری فیصلہ کن مناظرہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضرت حجتہ الاسلام قبلہ قدس سرہ بہ نفس نفیس لاہور شریف لے گئے تھے، اور مولوی اشرف علی تھانوی کو خصوصی دعوت دے کر ان کے لیے ڈبر ویز رو کر کے ان کی آمد کا انتظام کیا گیا تھا، لیکن باوجود اصرار کے وہ نہیں آئے۔ اسی موقع پر کسی مقام پر حضرت حجتہ الاسلام قدس سرہ اور ڈاکٹر اقبال صاحب محرم کی ملاقات ہوئی۔ حضرت موصوف نے داپسی پر بریلی شریف کے چند احباب کے سامنے یہ تذکرہ فرمایا کہ دیوبندی حضرات کی گستاخانہ عباراتیں ڈاکٹر صاحب موصوف کے سامنے پڑھی گئیں، تو ڈاکٹر صاحب نے بے ساختہ کہا :

مولانا ! یہ ایسی عبارات، گستاخانہ ہیں، ان لوگوں پر آسمان کیوں نہیں ٹوٹ پڑتا۔ ان پر تو آسمان ٹوٹ پڑنا چاہیے !

(علامہ محمد اقبال)

تقدس علی قادری رضوی بریلوی

مؤرخہ ۱۲ ماہ خاص ربیع الآخر ۱۴۰۲ھ

مکتوب کا عکس ملاحظہ ہو ص ۳۵

